انشقاق

سورہ نمبر 84

تنزیلی نمبر 18

آیات 25

پارہ 30

مکی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ انشقاق

تعارفی نوٹ

📖 **سورۃ الانشقاق (84) — تعارفی نوٹ**

1️⃣ **نام و معنی**

اس سورۃ کا نام **"الانشقاق "** ہے، جو پہلی آیت کے لفظ "اِنشَقَّت" سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے "پھٹ جانا" یا "شق ہو جانا"۔ اس سے مراد وہ وقت ہے جب قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا۔

2️⃣ **مکی/مدنی حیثیت**

اکثر مفسرین کے مطابق یہ سورہ **مکی** ہے۔ البتہ بعض آراء کے مطابق چند آیات مدنی دور میں بھی ہوسکتی ہیں، لیکن جمہور اسے مکی قرار دیتے ہیں۔

3️⃣ **آیات کی تعداد**

📖 آیات کی تعداد کوفی قرائت کے مطابق ۲۵ ہے جو عاصم کے ذریعے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ (کوثر)

4️⃣ **مرکزی موضوع**

اس سورۃ کا بنیادی موضوع **قیامت کے مناظر اور انسان کا انجام** ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ:

- آسمان اور زمین قیامت کے دن ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔
- انسان اپنے اعمال کے نتیجے سے دوچار ہوگا۔
- نیکوکار کا انجام آسانی اور جنت ہے۔
- بدکار کا انجام سختی اور جہنم ہے۔
- قرآن کے بیانات کی صداقت پر گواہی دی گئی اور انسان کو سوچنے کی دعوت دی گئی۔

5 اہم مضامین(Summary Points)

- قیامت کا ہولناک منظر (آسمان پھٹنا، زمین کا اپنے بوجھ باہر نکال دینا)۔
- انسان کی محنت و مشقت اور اس کا آخری ٹھکانہ۔
- اعمال نامہ کے دو رخ: دائیں ہاتھ میں ملنا (کامیابی)، پیچھے سے ملنا (ناکامی)۔
- انکارِ قیامت کرنے والوں پر وعید اور عذاب کا بیان۔
- قرآن کی حقانیت پر زور اور اس کے مقابلے میں منکرین کا رویہ۔

📌 اس سورۃ کو **سورۃ الانفطار اور سورۃ التکویر** کے ساتھ ملا کر "تصویریں کھینچنے والی سورتیں" کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ سب قیامت کے بڑے بڑے مناظر کو نہایت پراثر انداز میں بیان کرتی ہیں۔

فضیلت سورہ انشقاق

حسین بن ابی العلاء سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی یہ دونوں سورتیں پڑھے گا "اذا السماء انفطرت (سورہ انفطار)، اور "اذا الشماء انشقت (سورہ انشقاق) اور اپنی واجب نمازوں اور مستحب نمازوں میں انھیں اپنا نصب العین بنا دے گا تو اللہ کی جانب سے اس کے لیے کوئی حاجب باقی نہیں رہے گا اور نہ کوئی فیز اس کے اور اللہ کے مابین رکاوٹ بنے گی، وہ مسلسل اللہ کی جانب دیکھتا رہے گا اور اللہ اس کی طرف بنظر کرم دیکھے گا یہاں تک کہ وہ انسانوں کی حساب سے فارغ ہوجائے گا۔ (ثواب الاعمال)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ انشقت کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کو اس کا

نامہ اعمال پس پشت دینے سے پناہ دے گا۔ (فصل الخطاب بحوالہ مجمع البیان)

وقتِ نزول

- سورۃ التکویر: سورج بجھنے، ستارے جھڑنے، پہاڑ اکھڑنے کا منظر۔
- سورۃ الانفطار: آسمان پھٹنے، ستارے بکھرنے، قبروں کے الٹنے کا منظر۔
- سورۃ الانشقاق: آسمان کا پھٹنا اور زمین کا اپنے بوجھ نکال دینا۔

✎ **مندرجہ بالا تینوں سورتوں کا آپس میں ایک خاص ربط ہے، اس لیے سورہ تکویر جس وقت نازل ہوئی تو باقی دو بھی اس کے ساتھ ہوسکتی۔ اور سورۃ تکویر ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی، اس پر محققین کی قوی راء ہے، اور سورہ تکویر کا مرکزی درس بھی یہ ہے کہ "یہ قرآنی وحی رب العٰلمین کی طرف سے ہے، اور اس کو جبرئیل امین کی سپرستی میں نازل کیا جاتا ہے۔"**

صحیح مسلم اور **سنن ترمذی** میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے **سورۃ الانشقاق** (اور سورۃ الانفطار) پڑھ کر سجدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ **سورہ مکۂ مکرّمه کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی**، جب قرآن کی آیات سن کر اہلِ ایمان پر خاص کیفیت طاری ہوتی تھی۔

📖 **یہ سورۃ بھی ممکن ہے رسالت کے ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی ہو جس میں قیامت کے موضوع پر زیادہ زور دیا گیا ہے چونکہ مشرکین تصور قیامت بڑے شد و مد سے مسترد کر رہے تھے۔ (کوثر)**

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سماء انشقت

1۔ اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ﴿۱﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا۔

(بلاغ القرآن)

فَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ
"پھر جب آسمان پھٹ جائے گا"
(المزمل، 73:18)

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ
"جب آسمان پھٹ جائے گا"
(الانفطار، 82:1)

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ
"پھر جب آسمان پھٹ جائے اور وہ سرخی مائل چمڑے کی طرح ہو جائے"
(الرحمن، 55:37)

وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ
"اور آسمان پھٹ جائے گا تو اُس دن وہ بالکل کمزور ہوگا"
(الحاقه، 69:16)

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ
"جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جیسے کاغذ کے طومار کو لپیٹا جاتا ہے"
(الانبیاء، 21:104)

🔍 لغوی و صرفی تحقیق

- **انشقت** ← مادہ "ش ق ق" (شقّ) سے ہے، معنی: پھاڑنا، توڑ دینا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔
- **انفطار** اور **انشقاق** دونوں قریب المعنی ہیں، فرق یہ کہ "انفطار" ٹوٹنے/چٹخنے پر اور "انشقاق" پھٹنے اور کھلنے پر دلالت کرتا ہے۔

مکی دور میں جب قیامت کا ذکر بار بار دہرایا جاتا تو قریش کے لوگ انکار اور استہزا کرتے۔

یہ آیت انہی کے سامنے **آسمان کے پھٹنے** کا منظر کھینچتی ہے، تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ دنیا ابدی نہیں ہے۔

(تنزیلی اعتبار سے) **پہلا درس توحید کا تھا، اور ساتھ میں "نفسِ تزکیہ" کا۔ اور اب سورہ تکویر سے دوسرا درس قیامت کی منظر کشی کا ہے۔ یہ Judgement Day لازمی آنا ہے، اور تمہیں جج کیا جائے گا۔ حساب کتاب ہوگا، اعمال نامہ کے ساتھ نتیجہ سب کو تھما دیا جائے گا۔ اور وہ بڑا سخت دن ہوگا مجرموں پر۔**

اعتراض :آسمان کیسے پھٹے گا؟

جواب :قرآن "آسمان" سے مراد **کائنات کا نظام** اور **فضائی و فلکیاتی ڈھانچہ** لیتا ہے۔ جدید سائنس کے مطابق بھی کائنات کا انجام "Big Crunch" یا "Heat Death" جیسے تباہ کن عمل پر ہوگا۔

- بلیک ہولز اور سپرنوا کے دھماکے بھی "شق" اور "انفطار" کے قریب المعنی ہیں۔

2۔ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ﴿۲﴾

اور وہ اپنے رب کو سن لے گا اور واجب بھی یہی ہے۔

(اظھر)

ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ←

"پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جو کہ دھواں تھا، تو اس نے کہا اسے اور زمین کو: آؤ خواہ خوشی سے یا مجبوری سے۔ دونوں نے کہا: ہم خوشی سے حاضر ہیں"

(فصلت، 41:11)

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ←

"اور رعد (کڑک) اسی کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے"

(الرعد، 13:13)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ←

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان"
(الحج، 22:18)

آیت کا لفظی ترجمہ

- **وَأَذِنَتْ** ← اور اس نے سن لی / مان لی
- **لِرَبِّهَا** ← اپنے رب کی (بات)
- **وَحُقَّتْ** ← اور لازم تھا / واجب تھا

بامحاورہ ترجمہ

"اور اپنے رب کی بات سن لی اور ایسا ہونا ہی تھا"

لغوی و صرفی تحقیق

- **أَذِنَتْ** ← مادہ "أ ذ ن" ← معنی: اجازت دینا، سننا، قبول کرنا۔ یہاں مراد ہے "اللہ کے حکم کو سن کر فوراً اطاعت کرنا"۔
- **حُقَّتْ** ← مادہ "ح ق ق" ← معنی: حق ہونا، لائق ہونا، لازم ہونا۔

ساختی و بلاغتی پہلو

- فعل "أذنت" اور "حقت" ماضی کے صیغے میں آئے، مطلب کہ یہ سب یقینی امر ہے۔
- جملے کی اختصار میں بلاغت ہے → صرف دو لفظوں سے "کائنات کی مطلق اطاعت" کو ظاہر کر دیا۔

یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ کائنات کے بڑے بڑے نظام اللہ کے حکم کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ مشرکین قریش کو یہ یاد دہانی تھی کہ تم انکار کرو یا نہ کرو، کائنات کا ہر ذرہ اپنے رب کے حکم پر چل رہا ہے۔

آج انسان سائنسی ترقی پر مغرور ہے، مگر کائنات کے قوانین (gravity، radiation، atmosphere) اللہ کے حکم سے ہی قائم ہیں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ کوئی نظام اللہ کے حکم سے باہر نہیں۔
فزیکل لاز (Physical Laws) جیسے نیوٹن کا گریویٹیشن، Cosmology کے قوانین، دراصل اسی اطاعتِ الٰہی کی علامت ہیں۔ یہ قوانین خود بخود نہیں، بلکہ اللہ کے حکم سے قائم ہیں۔

3۔ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ﴿۳﴾

اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔

(بلاغ القرآن)

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا • لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا

"پھر وہ (اللہ) زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کر دے گا۔ تم اس میں نہ کوئی ٹیلا دیکھو گے اور نہ نشیب و فراز۔"

(طٰہٰ، 20:106-107)

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً

"اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل ظاہر (کھلا ہوا صاف میدان) دیکھو گے۔"

(الکہف، 18:47)

🔤 آیت کا لفظی ترجمہ

- وَاِذَا ← اور جب
- الْأَرْضُ ← زمین
- مُدَّتْ ← پھیلا دی گئی / کھول دی گئی

🔍 لغوی و صرفی تحقیق

- **مُدَّتْ** ←مادہ "م د د" ← معنی: کھینچنا، پھیلانا، وسعت دینا۔
- "مَدَّ الشَّيءَ" عربی میں کہا جاتا ہے "کسی چیز کو طول میں کھینچ دینا"۔
- قرآن میں یہ لفظ کبھی **پھیلانے** (ارض مدّت) اور کبھی **مدد دینے/زیادہ کرنے** کے معنوں میں آتا ہے۔

📖 لغات القرآن

مَدٌّ کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز کو لمبائی میں کھینچنا اور کسی چیز کا دوسری سے طول میں ملے ہوئے ہونا۔ اسی نسبت سے مَدٌّ کے معنی سیلاب کے آتے ہیں کیونکہ اس میں پانی دور تک مسلسل بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بڑھانے اور اضافہ کرنے کو بھی مَدٌّ کہتے ہیں۔ مَدُّ الْبَحْرِ۔ سمندر کے چڑھاؤ کو کہتے ہیں ۔ یہ الْجَزْرُ (اتار) کی ضد ہے۔ مَدٌّ کے معنی بچھانے اور پھیلانے کے بھی ہیں۔ مَدَّ نَظَرَهُ اِلَيْهِ۔ اس کی طرف جھانک کر دیکھا۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔ مَدٌّ اور اِمْدَادٌ کے معنی مہلت دینے کے بھی آتے ہیں۔ مَدِيْدٌ لمبی پھیلی ہوئی یا کھینچی ہوئی

چیز کو کہتے ہیں۔ مِدَادٌ ۔ روشنائی کو کہتے ہیں کیونکہ وہ قلم سے برابر آتی رہتی ہے اور بعد میں آنے والی روشنائی پہلی روشنائی سے ملتی رہتی ہے۔ مَدٌّ کے معنی مدد دینے کے بھی آتے ہیں**(تاج و محیط) ۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ[15:88]۔ تو اپنی آنکھوں کو (اس طرف) مت بڑھا ۔یعنی ان چیزوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے مت دیکھ۔ روشنائی کے معنوں میں مِدَادًا[18:109] میں آیا ہے۔ "پھیلے ہوئے" کے معنوں میں [56:30] میں۔ یعنی ظِلٍّ مَمْدُوْدٍ ۔ **اِمْدَادٌ** خیر اور بھلائی کے معنوں میں۔كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ[17:20] میں آیا ہے۔ اس لیے کہ یہ امداد ربوبیت اور پروردگاری کے سرچشمہ سے متعلق ہے۔ آیت کے معنی ہیں"ہم سب کو مدد دیتے ہیں۔ آگے بڑھاتے ہیں۔ اِن کو بھی اور اُن کو بھی۔ یہ تیرے رب کی عطا سے ہوتا ہے"۔ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ[17:6] میں اَ مَدَّ بھی خیر اور بھلائی کے لیے آیا ہے۔ آیت کے معنی ہیں "اور مال اور اولاد سے تمہیں مدد دی۔ آگے بڑھایا"۔ اس کے برعکس ، سورہ مریم میں ہے قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا [19:75]۔"کہو کہ جو کوئی گمرہی میں رہے تو رحمٰن اس کے لیے مہلت کا عرصہ لمبا کرتا جائے گا"۔ اس میں مَدٌّ شر کے لیے آیا ہے۔ اسی طرح ذرا آگے چل کر ہے سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا(19:79)۔یہاں بھی مَدٌّ شر کے لیے آیا ہے۔ یعنی "ہم اسے لکھتے جائیں گے جو وہ کہتا ہے اور اس کے لیے عذاب کو لمبا کھینچتے جائیں گے"۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ[13:3] میں مَدَّ کے معنی پھیلانے اور ہموار کرنے کے ہیں۔ "اللہ وہ ہے جس نے زمین کو پھیلایا ہے"۔ اور وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ[2:15] میں اس کے معنی مہلت دینے اور دور تک لے جانے کے ہیں۔ سورہ کہف میں مَدَدًا [18:109] اضافہ کے معنوں میں آیا ہے۔

ساختی و بلاغتی پہلو

- فعل ماضی "مُدَّتْ" استعمال ہوا ہے، جو **قیامت کے یقینی وقوع** کو ظاہر کرتا ہے۔
- "وَإِذَا" کا تکرار مسلسل imagery پیدا کرتا ہے، ہر منظر قاری کے ذہن میں ایک الگ shockwave چھوڑتا ہے۔
- لفظ "الأرض" معرفہ ہے، یعنی ساری زمین (جزوی نہیں)۔

🌍 modern geology کے مطابق بڑے زلزلے اور tectonic activity زمین کو بدل سکتے ہیں۔
قرآن میں زمین کے "مدّت" کو اس cosmic reformation سے تعبیر کیا گیا ہے، جو آخرت کے آغاز پر ہوگا۔

4۔ وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡهَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾

اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔
(بلاغ القرآن)

وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا
"اور زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی"
(الزلزال، 99:2)

سورة الانفطار
وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ
"اور جب قبریں الٹ پلٹ کر کھول دی جائیں گی"
(الانفطار، 82:4)

سورة طه
فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا
"پھر وہ (زمین) کو صاف ہموار کر دے گا"
(طه، 20:106)

🔤 **آیت کا لفظی ترجمہ**

- وَأَلْقَتْ ← اور اس نے پھینک دیا / اُگل دیا
- مَا فِيهَا ← جو کچھ اس کے اندر تھا
- وَتَخَلَّتْ ← اور خالی ہو گئی

بامحاورہ ترجمہ

"اور زمین جو کچھ اپنے اندر رکھے ہوئے ہے اُگل دے گی اور بالکل خالی ہو جائے گی"

🔍 **أَلْقَتْ** ←مادہ "ل ق ي" ← معنی: پھینک دینا، گرا دینا۔
- **تَخَلَّتْ** ←مادہ "خ ل و" ← معنی: خالی ہونا، سبکدوش ہونا۔

- یہاں مراد ہے زمین اپنی قبروں اور دفینوں سمیت سب کچھ ظاہر کر دے گی۔

❓ **اعتراض**: کیا واقعی زمین بول سکتی ہے یا چیزیں نکال سکتی ہے؟
✅ **جواب: قرآن مجاز اور حقیقت دونوں انداز استعمال کرتا ہے**۔ یہاں مراد ہے کہ زمین کے اندر موجود سب کچھ (مردے، خزانے، اسرار) ظاہر ہو جائیں گے۔ سائنسی سطح پر بھی زلزلے اور "vulcanic activity" اندرونی مواد" کو باہر لانے کی حقیقت رکھتے ہیں۔

زمین کے اندر "plate tectonics"، "volcano eruptions" اور "earthquakes" اسی تصور کی جھلک ہیں کہ زمین اپنے اندر کا مواد باہر نکال دیتی ہے۔
قیامت کے دن یہ cosmic level پر ہوگا، اور زمین مکمل طور پر "empty" ہو جائے گی۔

پیٹرول گیس کوئلہ وغیرہ زمین کا انمول خزانہ ہے، جو پچھلی صدیوں سے مسلسل مائن کیا جا رہا۔ اور یہ بات بھی ہوچکی کہ آنے والی چند دہائیوں میں یہ "خزانے" زمین سے ختم ہونے والے ہیں۔

5۔ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ﴿۵﴾

اور وہ اپنے رب کو سن لے گی اور واجب بھی یہی ہے۔
(اظهر)

وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ۙ
(انشقاق، 84:2)

یایھا الانسان

6- یٰٓاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ﴿۶﴾

اے انسان! بے شک تو اپنے رب کی طرف بڑی محنت کرتا ہوا جا رہا ہے، پھر تو اس سے ملاقات کرے گا۔

(اظھر)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ كَبَدٍ
"درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے "۔
(بلد، 90:4)

وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ
"اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف (سب کا) انجام ہے"
(النجم، 53:42)

إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ
"یقیناً تیرے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے"
(العلق، 96:8)

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ... ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
"اور وہی ہے جو رات کو تمہیں (نیند میں) قبض کر لیتا ہے... پھر اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے"
(الانعام، 6:60)

آیت کا لفظی ترجمہ

- **يَا** ← اے
- **أَيُّهَا** ← اے (نداء و پکار کا اسلوب)
- **الْإِنسَانُ** ← انسان
- **إِنَّكَ** ← بے شک تو
- **كَادِحٌ** ← محنت کرنے والا / مشقت کرنے والا
- **إِلَىٰ رَبِّكَ** ← اپنے رب کی طرف
- **كَدْحًا** ← محنت کے ساتھ / مسلسل جدوجہد
- **فَمُلَاقِيهِ** ← پس تجھے اس سے ملاقات کرنی ہے

بامحاورہ ترجمہ

"اے انسان! یقینا تو مسلسل اپنے رب کی طرف محنت کرتا چلا جا رہا ہے، پھر اس سے ملاقات کرے گا"

لغوی و صرفی تحقیق

- **كَادِحٌ** ← مادہ "ك د ح"← معنی: سخت محنت، جان توڑ جدوجہد، مشقت کے ساتھ چلنا۔
- **كَدْحًا** ← مصدر، مسلسل مشقت کو ظاہر کرتا ہے۔
- **فَمُلَاقِيهِ** " ←ملاقِی" باب مفاعله ← ملنے والا، سامنا کرنے والا۔ مراد: انسان اللہ سے براہِ راست ملاقات کرے گا (حساب و جزا کے دن)۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ **دنیا میں انسان کی ہر کوشش** (چاہے نیک ہو یا بد) ایک **"سفر الی اللہ" ہے**۔ بالآخر ہر شخص کو اللہ کا سامنا کرنا ہے، جہاں اس کی محنت کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

ایکوں کی کوشش آخرت کے لیے ہے، (اگرچہ دنیا میں سے بھی وہ اپنا حصہ لیتے ہیں. ("اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر، اور دنیا میں سے اپنا حصہ نہ بھول،.. (قصص، 28:77))، اور اللہ سے ملاقات کریں گے تو اصحاب الیمین ہو کر.

اور دوسروں کی کوشش صرف دنیا کے خاطر ہے، کہ ان کا اجر اللہ نے دنیا میں ہی دے دیا کہ (آیت 13: وہ (دنیا میں) اپنے اہل کے ساتھ بڑے خوش باش زندگی گزارتے تھے)

عملی پہلو

- یہ آیت remind کرتی ہے کہ ہماری **روزمرہ کی محنت صرف** دنیاوی مقصد کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے **اللہ کی ملاقات کی تیاری** کے طور پر دیکھنا چاہئے۔
- **زندگی کی مشقت** کو بیکار سمجھنے کے بجائے ہمیں اسے **آخرت کی investment** سمجھنا چاہئے۔

انسان کی زندگی ایک **biological process** ہے: پیدائش ← بڑھاپا ← موت۔

جدید سائنس بھی بتاتی ہے کہ انسان کی زندگی decline کی طرف سفر ہے، جو قرآن کے بیان "الی ربک" کے ساتھ ہم آہنگ ہے (یعنی ایک انجام کی طرف بڑھنا)۔ *(والعصرِ ان الانسان لفی خسر)*

📖 انسان یہ خیال کرتا ہے کہ **وہ زندگی گزار رہا ہے** لیکن وہ فی الواقع ایک **پرمشقت سفر طے کر رہا ہے** جو اسے اللہ کی بارگاہ میں پیش دے گا۔ وہ چاہے یا نہ چاہے اس نے یہ سفر طے کرنا ہے اور اپنے رب کو حساب دینا ہے۔ (کوثر)

اصحاب الیمین

7۔ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ ﴿۷﴾

پھر جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(چیٹ ج پ ٹ پلس)

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ • فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ

"پھر جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ خوشی سے کہے گا: لو پڑھو میرا نامۂ اعمال!"

(الحاقہ، 69:19-20)

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ • فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ • وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ • وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ

"اور دائیں طرف والے، کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ دائیں طرف والے! وہ کانٹے سے پاک بیریوں، تہ بہ تہ کھجوروں، اور لمبے پھیلتے سایوں میں ہوں گے۔"

(الواقعہ، 56:27-30)

abc **آیت کا لفظی ترجمہ**

- فَأَمَّا ← پس جہاں تک ہے (رہی بات اس کی)
- مَنْ ← جو
- أُوتِيَ ← دیا گیا
- كِتَابَهُ ← اس کا نامۂ اعمال / اس کی کتاب
- بِيَمِينِهِ ← اس کے دائیں ہاتھ میں

دایاں ہاتھ سعادت کی نشانی ہے۔

- مطلب یہ ہے کہ مومن اپنے اعمال کے ریکارڈ کو خوشی کے ساتھ پائے گا، اور وہ اس پر فخر کرے گا۔

- یہ جزا و سزا کے پورے نظام کا پہلا مرحلہ ہے: اعمال کا ریکارڈ تھمایا جانا۔

➢ یہ آیت بتاتی ہے کہ جو شخص دنیا میں ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ جیا، وہ قیامت کے دن کامیاب ہوگا اور اپنا **اعمال نامہ "honor certificate"** کی طرح پائے گا۔

عملی پہلو
- یہ آیت remind کرتی ہے کہ ہمارے ہر عمل کا ریکارڈ محفوظ ہے۔
- اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ ریکارڈ عزت کے ساتھ ہمارے ہاتھ میں آئے تو دنیا میں ایمان اور نیک اعمال پر استقامت ضروری ہے۔

آج ڈیجیٹل ریکارڈنگ اور DNA کے ذریعے انسان کا ہر عمل، حرکت اور آواز محفوظ کی جا سکتی ہے۔
- قرآن نے 1400 سال پہلے بتا دیا تھا کہ ہر عمل record ہوگا اور قیامت میں انسان کے سامنے پیش ہوگا۔

8۔ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿٨﴾

اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

(وحیدالدین)

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ • يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

"ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی مدد دنیا کی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے، اُس دن ظالموں کا عذر انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا، ان پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے برا ٹھکانا ہوگا۔"

(غافر، 52-40:51)

فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ

"پھر جو کوئی نیک عمل کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوشش کی ناشکری نہیں کی جائے گی، اور ہم اس کے لئے لکھنے والے ہیں۔"

(الانبیاء، 21:94)

آیت کا لفظی ترجمہ

- فَسَوْفَ ← پس عنقریب
- يُحَاسَبُ ← اس کا حساب لیا جائے گا
- حِسَابًا ← حساب
- يَسِيرًا ← آسان / ہلکا

یہاں **"حساب یسیرا"** کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو صرف ان کے اعمال دکھا دیے جائیں گے، **اور اللہ اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا۔**

- حدیث میں ہے:
"جس کا حساب باریک بینی سے ہوا، وہ ہلاک ہوا۔"
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)
یعنی آسان حساب کا مطلب ہے کہ محض سرسری سوال ہوگا، سخت جانچ نہیں ہوگی۔

❓ **اعتراض**: اگر حساب آسان ہے تو پھر گناہگار مومن کو بھی بخش دیا جائے گا؟

✅ **جواب**: آسان حساب اہلِ ایمان کے لئے ہے، لیکن جو بڑے گناہ پر اصرار کرے گا اسے سزا بھی مل سکتی ہے۔ آسانی کا تعلق ایمان و اخلاص کے ساتھ ہے۔

عملی طور پر:

- یہ آیت ہمیں اللہ کی رحمت پر امید دلاتی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی سکھاتی ہے کہ ایمان و نیکی کے بغیر "حساب یسیرا" کی امید نہیں۔
- آج کی زندگی کی جدوجہد آخرت کے لئے آسانی یا سختی کا فیصلہ کرے گی۔

یہ آیت دل کو سکون دیتی ہے: اللہ کے نیک بندوں کے لئے حساب بھی آسان ہوگا۔

- یہ دعا پیدا کرتی ہے: "یا اللہ! قیامت کے دن میرا حساب آسان کرنا۔"

9۔ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًاؕ﴿۹﴾

اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی سے پلٹے گا۔
(بلاغ القرآن)

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ • هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ←
"یقیناً جنت والے آج عیش میں مصروف ہوں گے، وہ اور ان کی بیویاں سائے میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے"
(یٰس، 55:36-56)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ
"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے، اور ان کے عمل میں کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔"
(الطور، 52:21)

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
"ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے وہ والدین، بیویاں اور اولاد بھی جو نیک ہوں گے۔"
(الرعد، 13:23)

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ
"(فرشتے کہیں گے:) جنت میں داخل ہو جاؤ، تم بھی اور تمہاری بیویاں بھی، خوش و خرّم کیے ہوئے۔"
(غافر، 40:8)

abc آیت کا لفظی ترجمہ

- وَيَنقَلِبُ ← اور وہ پلٹے گا / لوٹے گا
- إِلَىٰ أَهْلِهِ ← اپنے گھر والوں کی طرف
- مَسْرُورًا ← خوشی / مسرت کے ساتھ

❓ اگر کوئی جنتی ہو اور اس کے اہل جہنم میں چلے جائیں تو "اہل" سے ملنے کا کیا مطلب ہوا؟

✅ **جواب:** قرآن کے دوسرے مقامات (مثلًا الطور، 52:21) میں بتایا گیا ہے کہ اللہ اہلِ ایمان کی اولاد اور اہل کو بھی ان کے ساتھ ملا دے گا (اگر وہ بھی ایمان والے ہوں)۔ ورنہ "اہل" سے مراد جنت میں ملنے والے اہلِ ایمان دوست و احباب ہیں۔

🧭 جدید psychology کہتی ہے کہ انسان کی خوشی تنہائی میں نہیں بلکہ اپنے loved ones کے ساتھ share کرنے میں ہے۔ قرآن نے اسی حقیقت کو آخرت کی نعمت کے طور پر بیان کیا۔

📖 راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت میں مذکور آہْلِہٖ کے بارے پوچھا تو فرمایا :

اهله فی الدنیا هم اهله فی الجنۃ ان کانوا مومنین۔ (بحارالانوار)

جو دنیا میں اس کے اہل ہیں وہی جنت میں اس کے اہل ہوں گے بشرطیکہ یہ مومن ہوں۔ (کوثر)

اصحاب الوراء

10۔ وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ﴿۱۰﴾

اور جسے اس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔

(چیٹ ج پ ٹ پلس)

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ←

"اور جسے اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا: کاش مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا!"

(الحاقه، 69:25)

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ

"مجرم اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے، پھر پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔"

(الرحمن، 55:41)

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ • فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ • وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ • لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ

"اور بائیں ہاتھ والے، کیا ہی بدبخت ہیں وہ بائیں ہاتھ والے! وہ جھلسانے والی ہوا، کھولتے پانی، اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے، جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دینے والا۔"

(الواقعه، 56:41-44)

abc **آیت کا لفظی ترجمہ**

- **وَأَمَّا** ← اور رہی بات اس کی کہ
- **مَنْ** ← جو
- **أُوتِيَ** ← دیا گیا
- **كِتَابَهُ** ← اس کا نامۂ اعمال
- **وَرَاءَ ظَهْرِهِ** ← اس کی پیٹھ کے پیچھے

- دائیں ہاتھ میں کتاب عزت کی علامت ہے، جبکہ پیچھے سے ملنا ذلت و شرمندگی کی علامت۔
- یہ فرق ایمان و کفر کے انجام کی تصویر ہے۔

عملی طور پر یہ آیت remind کرتی ہے کہ برے اعمال انسان کو قیامت میں شرمندہ کر دیں گے۔
- ہمیں اپنی "future record" کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ یہ عزت لائے گا یا رسوائی؟

مولا علی علیہ السلام کی کچھ دعائیں ہیں جو وضو کرتے وقت پڑھنے کی ہدایت ہے، جن کو سیستانی صاحب نے اپنے توضیح المسائل میں بھی نقل کیا ہے۔ جس میں ان آیات کی روشنی میں، دایاں اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا ہے:

دایاں ہاتھ دھوتے وقت:
اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِي بِیَمِیْنِی وَالخُلدَ فِي الجِنَانِ بِیَسَاری وَ حَاسِبنِی حِسَابًا یَسِیراً۔
"اے اللہ! میرا اعمال نامہ میرے دائیں ہاتھ میں عطا فرما، اور مجھے جنت میں دائمی مقام عطا فرما، اور میرا حساب آسان بنا۔"

بایاں ہاتھ دھوتے وقت:
اَللّٰھُمَّ لاَ تُعْطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِي وَلاَ مِن وَرَاءِ ظَھْرِی وَلاَ تَجْعَلْھَا مَغْلُولَةً إِلَی عُنُقِی وَأَعُوذُ بِکَ مِن مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ۔
"اے اللہ! میرا اعمال نامہ میرے بائیں ہاتھ یا میری پیٹھ کے پیچھے **نہ** دیا جائے، نہ اسے میرے گلے تک گھیرا ہو، اور میں تیرے عذاب کی، جو منقطع کرنے والی (دوزخ کی آگ) ہے، سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا:
اَللّٰھُمَّ غَشِّنِی بِرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَعَفْوِکَ۔

""اے اللہ! مجھے اپنی رحمت، برکت اور معافی سے ڈھانپ لے۔"

- **پیروں کا مسح کرتے وقت دعا:**

اَللّٰھُمَّ غَشِّنِی عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ وَاجْعَل سَعْيِی فِی مَا يُرْضِيک عَنِّی يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ۔

"اے اللہ! اس دن میرے سامنے جب قدم پھسلنے لگیں گے، مجھے مستقیم راستہ کی طرف ٹھہرادے، اور میرے اعمال کو ایسی محنت بنا دے جو تجھ سے بخشے جانے کے لائق ہو، اے عظمت و کرم والے"!

مزید:

- **جب پانی پر نظر پڑے:**

﴿**بِسْمِ اللهِ** وَبِاللهِ **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا** وَلَمْ يَجْعَلْهُ نَجِسًا﴾

"اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اور اللہ کے ذریعہ ، تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے پانی کو پاکیزہ بنایا اور اسے نجس نہیں رکھا۔"

- **جب وضو سے پہلے ہاتھ دھوئے:**

﴿**بِسْمِ اللهِ** وَبِاللهِ، **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ**﴾

"اللہ کے نام سے اور اللہ کے ذریعہ ، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر دے اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا دے۔"

- **جب منہ (کُلّی) دھوئں:**

﴿**اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّي حُجَّتِي يَوْمَ أَلْقَاكَ، وَأَطْلِقْ لِسَانِي بِذِكْرِكَ**﴾

"اے اللہ! میرے سامنے جب تیرے حضور پیش ہوں تو میری دلیل مضبوط فرما اور میری زبان کو تیرے ذکر میں روانی عطا کر۔"

- **جب ناک (ناک میں پانی ڈالنا / ناق میں) دھوئیں:**

﴿**اَللّٰهُمَّ لاَ تُحَرِّمْ عَلَيَّ رِيحَ الْجَنَّةِ**، وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ يَشُمُّ رِيحَهَا وَرَوْحَهَا وَطِيْبَهَا﴾

"اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سے محروم نہ فرما، اور مجھے اُن لوگوں میں شامل کر دے جو اُس کی خوشبو، وہامہ (ترو تازگی) اور خوشبو کا مزہ لے سکیں۔"

- **جب چہرہ دھوئیں:**

﴿اللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَسْوَدُّ فِيهِ الْوُجُوهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ﴾
"اے اللہ! میرا چہرہ اس دن روشن رکھ جب چہرے سیاہ ہو جائیں، اور میرا چہرہ سیاہ نہ ہو اس دن جب چہرے سفید ہو جائیں۔"

(یہ دعائیں اگر پوری یاد نہ بھی کر پائیں، تو مختصر جتنی بولڈ کی گئ ہیں، یاد کرلی جائیں، اور وضو کے وقت پڑھی جائیں، تو موقع مناسبت سے عظیم دعائیں ہیں، خصوصا بندہ اگر دن میں پانچ وقت وضو کرے، اور ہر بار اللہ تعالٰی سے یہ دعا کرے، یا اللہ نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دینا، یا اللہ بائیں ہاتھ اور پشت سے نہ دینا، یا اللہ اُس دن میرا چہرا روشن کرنا، یا اللہ میرے قدم لڑکھڑانے میں میری مدد کرنا۔۔۔ یقینا اللہ دعائیں کا سننے والا ہے۔)

سورہ واقعہ میں "اصحاب الیمین" کے مقابلے میں "اصحاب الشمال" ہیں، اور یہاں اصحاب الیمین کے مقابلے میں "اصحاب الوراء ظہرہ" ۔
اکثر مفسرین نے "اصحاب الشمال" اور "اصحاب الوراء ظھرہ" کو ایک ہی مانا ہے۔ پر امام علی علیہ السلام کی اوپر مذکور وضو والی دعا سے پتہ چلتا کہ یہ ... نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دینا یا نامہ اعمال پشت سے دینا دو مختلف کیفیات ہیں۔
یعنی عین ممکن ہے: بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والے جھنمی ہیں، پر "پشت" سے پانے والے ان سے بھی کہیں زیادہ بُرے ہیں۔
بالکل ایسے جیسے "دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال" پانے والے جنتی ہیں، پر السابقون السابقون کی تو کیا بات ہے!

11۔ فَسَوۡفَ يَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ﴿۱۱﴾

وہ موت کو پکارے گا۔
(جالندھری)

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ١٤
(اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکاروہوتا"
(الفرقان، 25:14)

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي
"وہ کہے گا: کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا"
(الفجر، 89:24)

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا
"اور کافر کہے گا: کاش میں مٹی ہی ہوتا"
(النبأ، 78:40)

﴿يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ﴾
"کاش! وہ (موت) ہی سب کچھ ختم کر دینے والی ہوتی"
(حاقه، 69:27)

📖 اَلثَّبْرَةُ اس مٹی کوکہتے ہیں جو چونے سے مشابہ ہوتی ہے اور جب کھجور کی جڑ اس مٹی تک پہنچ جاتی ہے تو اس کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اس سے اس کے معنی واضح ہو جاتے ہیں۔ اَلثَّبْرُ۔ نامراد و ناکام کرنا۔ خوشگوار یوں سے محروم کر دینا۔ چنانچہ اَلْمُثَبَّرُ اس شخص کوکہتے ہیں جس پر جرم کی وجہ سے حد (سزا) لگ چکی ہو اور وہ اس طرح آزادی سے محروم کر دیا گیا ہو*(تاج)۔ اُ لْمَثْبَرُ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اونٹ ذبح کیا جائے۔ اس اعتبار سے اَلثُّبُوْرُ۔ ہلاکت اور مسلسل تباہی کوکہتے ہیں*۔(تاج و محیط و راغب) (لغات القرآن)

🔍 لغوی و صرفی تحقیق

- ثُبُور ← مادہ "ث ب ر" ← معنی: ٹوٹنا، ٹوٹ پھوٹ، ہلاکت۔
- "یا ثبوراہ" عربی محاورہ ہے، جب انسان سخت مصیبت میں آکر اپنی بربادی کو آواز دیتا ہے۔

- یہاں مراد ہے کہ مجرم قیامت کے دن اپنی ہلاکت اور بربادی کو خود پکارے گا۔

🌻 "یدعو ثبورًا" کا اسلوب irony رکھتا ہے ← وہ ہلاکت کو بلائے گا مگر ہلاکت اسے بچا نہیں سکے گی۔

- یہ آیت "psychological breakdown" کو بیان کرتی ہے۔ modern psychologyمیں کہا جاتا ہے کہ extreme hopelessness میں انسان صرف destruction اور death کی خواہش کرتا ہے۔ قرآن نے اس کیفیت کو ایک لفظ "ثبورًا" میں سمیٹ دیا۔

12- وَّ يَصۡلٰى سَعِيۡرًا ﴿١٢﴾

اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جاپڑے گا۔

(فی ظلل القرآن)

فَسَوْفَ يَصْلَوْنَ سَعِيرًا
"تو وہ عنقریب دہکتی آگ میں جھونکے جائیں گے"
(النساء، 4:10)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا
"یقیناً جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم انہیں ضرور آگ میں جھونکیں گے"
(النساء، 4:56)

فَإِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ
"بیشک وہ ضرور جہنم میں جھونکے جائیں گے"
(الصافات، 37:163)

تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً
"(وہ) سخت بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسے گا"
(الغاشیہ، 88:4)

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى • الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى
"اس (وعظ) سے سب سے بدنصیب پرہیز کرے گا، جو بڑی آگ میں جھونکا جائے گا"
(الأعلى، 87:11-12)

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى • لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى
"سو میں نے تمھیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا، جس میں صرف سب سے بدنصیب جھلسے گا"

(اللیل، 92:14-15)

آیت کا لفظی ترجمہ

- وَ ← اور
- يَصْلَى ← وہ داخل کیا جائے گا / جھونکا جائے گا
- سَعِيرًا ← دہکتی آگ میں

یہ آیت یاد دہانی ہے کہ دنیاوی تکبر اور آخرت کے انکار کا انجام صرف اور صرف جہنم کی دہکتی آگ ہے۔

کیا "سعیر" محض ایک علامتی لفظ ہے یا حقیقی آگ؟

جواب : قرآن میں "سعیر" حقیقی آگ کے لئے آیا ہے، لیکن اس کی شدت اور کیفیت دنیاوی آگ سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ یہ علامتی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

یہ آیت پڑھنے سے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ مومن کو دعا کرنی چاہئے: **"اللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ"** (اے اللہ! ہمیں آگ سے بچا لے)۔

"سعیر" کو supernova یا plasma-like fire سے تشبیہ دی جا سکتی ہے، جس کی گرمی انسانی تصور سے ماورا ہے۔

- دنیا کی آگ 700–1000°C تک جلتی ہے، جبکہ جہنم کی آگ کے لئے احادیث میں آیا ہے کہ وہ دنیا کی آگ سے 70 گنا زیادہ ہے۔

13۔ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾

بلاشبہ یہ اپنے گھر والوں میں خوش رہتا تھا۔

(بلاغ القرآن)

فَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ

"وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک سامانِ عارضی کے سوا کچھ نہیں"

(یونس، 10:7)

فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

"وہ اپنے پاس کے (ناکام) علم پر خوش ہوئے اور ان پر وہی چیز آ پڑی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے" (غافر، 40:83)

آیت کا لفظی ترجمہ

- **إِنَّهُ** ← بے شک وہ
- **كَانَ** ← تھا
- **فِي** ← میں
- **أَهْلِهِ** ← اپنے اہل و عیال کے درمیان
- **مَسْرُورًا** ← خوش، مطمئن، خوشحال

ساختی و بلاغتی پہلو

- "إنه" اور "كان" ← جملے میں تاکید پر تاکید۔
- irony ہے: دنیا میں **سرور** ← آخرت میں "**سعیر**" (آگ)۔
- "أهله" کا ذکر ← دنیاوی comfort zone کی نشاندہی، جو قیامت میں ٹوٹ جائے گا۔

کیا اہل و عیال کے ساتھ خوش ہونا برا ہے؟

جواب : نہیں، اسلام اہل کے ساتھ خوشی کو برا نہیں کہتا، بلکہ اس خوشی کو برا کہتا ہے جو آخرت کو بھلا کر صرف دنیا میں مست رہنے سے ملے۔

آج بھی لوگ دنیاوی خوشیوں (کاروبار، فیملی، عیش و عشرت) میں ڈوب کر آخرت کو بھول جاتے ہیں۔ یہ آیت یاد دہانی ہے کہ آخرت کی تیاری کے بغیر دنیا کی خوشیاں بے وقعت ہیں۔

یہ آیت دل میں یہ دعا جگاتی ہے: **"یا اللہ! ہماری دنیا کی خوشیاں بھی تیری یاد اور اطاعت کے ساتھ ہوں، تاکہ وہ آخرت کی محرومی میں نہ بدل جائیں۔"**

Psychology کہتی ہے کہ "temporary happiness" اور "long-term fulfillment" مختلف ہیں۔ قرآن اسی کو بیان کرتا ہے ← دنیاوی مسرت عارضی ہے، آخرت کی کامیابی ہی اصل خوشی ہے۔

اِنَّہٗ كَانَ فِیۡۤ اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا :وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ دنیاوی لذتوں میں مگن رہتا تھا. کسی قسم کی فکر اسے لاحق نہیں

تھی۔ نہ حلال و حرام، نہ جائز و ناجائز کا خیال تھا، نہ ظلم و زیادتی ســـے دور رہتا تھا۔ وہ تمام اخلاقی قدریں پامال کر کے خوشـــی اور مســـرت حاصـــل کرنے میں ہمہ تن مصـــروف رہتا تھا چونکہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ جب کہ متقین قیامت کے بارے میں فکرمند رہتے تھے اور ہمیشـــہ اس خوف میں رہتے تھے کہ کیا ہمارے اعمال قبول ہوتے ہیں؟ کیا ہمارے گناہ بخشـــے گئے ہیں؟ وہ اپنی دنیوی زندگی میں اس خوف میں رہتے تھے کہ اگر ہمارے اعمال قبول نہ ہوئے اور گناہ بخشـــے نہ گئے تو قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہو گا۔

دنیوی زندگی میں اس خوف نے قیامت کے دن کے ہولناک حالات ســـے انہیں بچا لیا۔ چنانچہ دنیا میں جس خوف نے ان متقین کو قیامت کے دن امن دیا ہے وہ اس کا ذکر کرتے ہوں گے :

قَالُوا اِنَّا کُنَّا قَبلُ فِی اَہلِنَا مُشفِقِینَ﴿۵۲ طور: ۲۶﴾

کہیں گے: پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیـان ڈرتے رہتے تھے۔ (کوثر)

14۔ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾

یقیناً وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اپنے رب کی طرف) نہ جائے گا۔
(چیٹ ج پ ٹ)

abc آیت کا لفظی ترجمہ

- إِنَّهُ ← بے شک وہ
- ظَنَّ ← گمان کرتا تھا
- أَن ← کہ
- لَّن ← ہرگز نہیں
- يَحُورَ ← وہ پلٹے گا / واپس آئے گا

🌻 **ساختی و بلاغتی پہلو**

- **"ظن"** ← انسان کی خام خیالی اور غلط گمان کی طرف اشارہ ہے۔
- **"لَّن یحور"** میں "لَّن" ← کبھی نہیں لوٹے گا ← انتہائی انکار اور یقینِ باطل کو ظاہر کرتا ہے۔
- آیت میں brevity اور intensity ہے ← صرف دو الفاظ "ظن" اور "یحور" انسان کی گمراہی کا پورا نقشہ کھینچ دیتے ہیں۔

🖎 یہ آیت یاد دلاتی ہے کہ دنیا کی خوشیاں (آیت 13) انسان کو اس دھوکے میں ڈال دیتی ہیں کہ کوئی واپس لوٹنا نہیں۔

- انسان کا یہ گمان اس کے کفر اور آخرت کے انکار کی جڑ ہے۔
- مگر حقیقت یہ ہے کہ لوٹنا لازمی ہے۔

💡 یہ آیت بتاتی ہے کہ انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ وہ آخرت کو بعید سمجھتا ہے۔ یہی غفلت اسے جہنم تک لے جاتی ہے۔

❓ **اعتراض (ملحد کا):** موت کے بعد زندگی کا کوئی ثبوت نہیں۔

✅ **جواب:** قرآن بار بار کہتا ہے کہ پہلی زندگی ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا، وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ (یس، 36:79)

⚒ آج بھی بیشتر لوگ "صرف ایک زندگی" کے فلسفے پر چلتے ہیں۔ یہ آیت ان کو جھنجھوڑتی ہے کہ موت کے بعد حساب اور لوٹنا یقینی ہے۔

🖉 **ایک ملحد ہے، جو life-after-death پر یقین نہیں رکھتا، یہ آیت اس کے لیے ہے۔ لیکن ایک مسلمان ہے، جو عملی طور پر اپنے "اصل حیاتی" (يَقُولُ يٰلَيۡتَنِى قَدَّمۡتُ لِحَيَاتِى، فجر، 89:24) کے لیے کوشش و سعی نہیں کرتا، اور اپنی خواہشات کو ہی رب بنا رکھا ہے، یہ آیت indirectly اس کے لیے بھی سبق ہے۔**

15- بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾

ہاں! اس کا رب یقینا اس (کے عمل) کو دیکھ رہا تھا۔
(بلاغ القرآن)

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا
"اور اللہ ہی حساب کے لئے کافی ہے"
(النساء، 4:6)

أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ
"کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟"
(العلق، 96:14)

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ
"اور تیرا رب ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو"
(ھود، 11:123)

🔍 **لغوی و صرفی تحقیق**

- **بلی** ← نفی کے بعد اثبات کے لئے آتا ہے، "کیوں نہیں"۔
- **بصیر** ← مادہ "ب ص ر" ← دیکھنے والا، باخبر، آگاہ۔
- صیغہ مبالغہ ہے ← اللہ کی نگرانی مکمل، ہمہ گیر اور دائمی ہے۔

← **بامحاورہ ترجمہ**

"کیوں نہیں! بے شک اس کا رب ہمیشہ سے اس پر گہری نظر رکھنے والا تھا"

انسان کا سب سے بڑا دھوکہ یہی ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کے اعمال پر کوئی نظر نہیں رکھتا۔ یہ آیت اعلان ہے کہ اللہ کی نگرانی مسلسل اور ہمہ وقت ہے۔

❓ **اعتراض:** اگر اللہ سب دیکھتا ہے تو پھر دنیا میں ظالم کیوں بچ نکلتے ہیں؟
✅ **جواب:** اللہ کی نگرانی ہمیشہ سے ہے، لیکن انصاف کا پورا ظہور آخرت میں ہوگا۔ **دنیا صرف آزمائش ہے۔**

یہ آیت دل میں ایک کیفیت پیدا کرتی ہے کہ میں ہر لمحہ اللہ کی نظر کے نیچے ہوں۔ یہ مراقبہ اور خشیت کی بنیاد ہے۔

سائنسی پہلو

- modern surveillance systemsہر وقت ریکارڈ کر رہے ہیں ← یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اصل surveillance اللہ کی ہے، جو ہر دل کی نیت کو بھی دیکھتا ہے۔
- انسان کے brain signals اور اعمال کا ریکارڈ (DNA، memory) بھی اللہ کے علم کا حصہ ہے۔

شفق

16۔ فَلَآ أُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شفق کی۔

(فی ظلل القرآن)

لغوی و صرفی تحقیق

شَفَق ← شام کے وقت سورج غروب ہونے کے بعد آسمان پر نمودار ہونے والی سرخی۔
بعض مفسرین کے مطابق: مغرب کی لالی ← شفق احمر۔

تاریخی پس منظر

کفار آخرت کا انکار کرتے تھے۔ اللہ نے سورج غروب کے بعد کی لالی (شفق) کو بطور دلیل پیش کیا کہ جیسے یہ تغیر روزانہ ہوتا ہے، ویسے ہی قیامت کا تغیر بھی یقینی ہے۔

شفق کا منظر دراصل ایک یاد دہانی ہے:
سورج کا ڈوبنا ← دنیا کی زندگی کا خاتمہ۔
آسمان کی سرخی ← موت کے بعد کا لمحہ اور قیامت کی ابتدا۔
یہ مسلسل تبدیلی انسان کو یقین دلاتی ہے کہ کائنات کا نظام قیامت کے امکان کو رد نہیں کرتا۔

اعتراض: اللہ کو قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :اللہ کی قسم دراصل انسان کے ذہن کو جھنجھوڑنے کے لئے ہے، تاکہ وہ کائنات کے نشانات پر غور کرے۔ یہ تعلیم اور تاکید کا اسلوب ہے، نہ کہ اللہ کو دلیل لانے کی حاجت۔

یہ آیت ہمیں روزانہ غروبِ آفتاب کے وقت یاد دلاتی ہے کہ جس طرح دن ڈھلتا ہے اور سرخی چھا جاتی ہے، اسی طرح ایک دن یہ دنیا بھی ڈھل جائے گی۔ اور ہماری زندگی کا دیا بھی بجھ جائے گا۔

مومن جب شفق دیکھتا ہے تو اسے اللہ کی عظمت اور قیامت کی یاد آتی ہے۔ یہ منظر دل میں خشوع اور عاجزی پیدا کرتا ہے۔

17۔ وَ الَّیۡلِ وَ مَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾

اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے۔

(فی ظلل القرآن)

آیت کا لفظی ترجمہ

- وَ ← اور
- **الَّیۡلِ** ← رات کی
- **وَمَا** ← اور جو کچھ
- **وَسَقَ** ← وہ جمع کرے / سمیٹے

← بامحاورہ ترجمہ

"اور قسم ہے رات کی اور جو کچھ وہ (اپنے دامن میں) سمیٹ کر لاتی ہے"

لغوی و صرفی تحقیق

- **وَسَقَ** ← مادہ "و س ق" ← بوجھ اٹھانا، جمع کرنا، سمیٹنا۔
- رات کے لئے "وسق" ← یعنی رات جب اپنی تاریکی اور سکون کے ساتھ انسان، جانور، پرندے اور کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

رات کے مناظر ہمیں remind کرتے ہیں کہ زندگی محض روشنی نہیں بلکہ اندھیرا بھی حقیقت ہے۔

جیسے رات سب کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے، ویسے ہی موت سب کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔
یہ آیت بتاتی ہے کہ رات اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔ ہر رات انسان کے سامنے قیامت اور موت کی ایک مشق ہے، جب سب چیزیں سمٹ جاتی ہیں۔

❓ رات میں کیا خاص بات ہے کہ اللہ قسم کھائے؟
✅ **جواب**: قرآن کی قسمیں انسان کو غور و فکر کی طرف لے جانے کے لئے ہیں۔
رات کا منظر زندگی، موت اور قیامت (صبح کو دوبارہ جی اٹھنا) کی تمثیل ہے۔

⚛️ رات میں جانداروں کا سونا، پرندوں کا گھروں کو لوٹنا، جانوروں کا آرام ← یہ سب "وما وسق" کے سائنسی مصداق ہیں۔

⚔️ **سنی تفاسیر (ابن کثیر، قرطبی)**: "وما وسق" میں سب مخلوقات مراد ہیں جو رات کو سکون پاتی ہیں۔
شیعہ تفاسیر (المیزان، نمونہ): یہی مفہوم لیتے ہیں، لیکن اس پر بھی زور دیتے ہیں کہ یہ رات انسان کے لئے **روحانی امتحان** ہے ← کچھ لوگ عبادت کے لئے اٹھتے ہیں، کچھ غفلت میں سو جاتے ہیں۔

18۔ وَ الۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾

اور چاند کی جب وہ پورا ہوجائے۔
(وحیدالدین)

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ
"اور ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ پرانی کھجور کی شاخ کی مانند ہو گیا"
(یٰس، 36:39)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ←
"وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں اور حساب کو جان سکو"
(یونس، 10:5)

🔤 آیت کا لفظی ترجمہ

- وَ ← اور

- الْقَمَرِ ← قسم ہے چاند کی
- إِذَا ← جب
- اتَّسَقَ ← پورا بھر گیا / مکمل ہوگیا

🔍 لغوی و صرفی تحقیق

- **اتَّسَقَ** ←مادہ "و س ق" ← جمع ہونا، مکمل ہونا، پورا بھر جانا۔
- یہاں مراد ہے چاند کا مکمل ہونا (14ویں شب کا پورا چاند)۔
- بلاغتی طور پر ← **"اتسق** =perfection, fullness" ۔

چاند کا مسلسل گھٹنا اور بڑھنا اور پھر مکمل ہونا ← یہ یاد دہانی ہے کہ دنیا کی ہر چیز تغیر سے گزرتی ہے۔
جیسے چاند اپنی تکمیل پر پہنچتا ہے، ویسے ہی انسان کا سفر قیامت کی تکمیل پر ختم ہوگا۔

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ آسمان کی نشانیوں پر غور کریں۔ چاند کی منازل اور اس کی تکمیل انسان کو اپنے انجام اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

19۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾

تمہیں مرحلہ بہ مرحلہ ضرور گزرنا ہے۔

(فی ظلل القرآن)

مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا • وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا
"تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کی امید نہیں رکھتے، حالانکہ اس نے تمہیں مختلف مراحل میں پیدا کیا"
(نوح، 71:13-14)

مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ • مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ • ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ • ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ • ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ
"اسے کس چیز سے پیدا کیا؟ ایک بوند سے پیدا کیا، پھر اندازہ مقرر کیا، پھر راستہ آسان کیا، پھر اسے موت دی اور قبر میں رکھا، پھر جب چاہے گا دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا"
(عبس، 80:18-22)

abc آیت کا لفظی ترجمہ

- **لَتَرْكَبُنَّ** ← تم ضرور سوار ہو جاؤ گے / گزرو گے

- **طَبَقًا** ← ایک حالت / درجہ / مرحلہ
- **عَن طَبَقٍ** ← دوسری حالت کے بعد

🔍 **لغوی و صرفی تحقیق**

- **طَبَق** ← مادہ "ط ب ق" ← معنی: ہم سطح ہونا، درجہ، مرحلہ، حال۔
- **"طبقًا عن طبق"** ← ایک حال کے بعد دوسرا حال، ایک درجہ کے بعد دوسرا درجہ۔
- یہ دنیا کی زندگی کے مراحل (بچپن، جوانی، بڑھاپا، موت) اور آخرت کے مراحل (قبر، حشر، حساب، جنت/جہنم) سب کو شامل کرتا ہے۔

👁 انسان کا سفر stages میں ہے: رحمِ مادر ← دنیا ← موت ← برزخ ← قیامت ← جنت یا جہنم۔
یہ آیت remind کرتی ہے کہ تبدیلی ہی زندگی کا اصول ہے، اور آخرت بھی اسی اصول کا تسلسل ہے۔
یہ آیت مجھے بتاتی ہے کہ میں جس حال میں ہوں، یہ آخری حال نہیں۔
میرا سفر جاری ہے اور ایک دن مجھے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔

📖 **لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ :اور تمہیں متعدد مراحل سے گذرنا ہے۔ بعض مراحل اس دنیا اور بعض اہم مراحل عالم آخرت میں۔ نطفہ، جنین، بچہ، جوان، بوڑھا، قبر، برزخ، حساب اور صراط وغیرہ۔ (کوثر)**

🖊 **یہ آیت bigger canvas میں evolutionary process کی بھی دلیل ہے۔**

جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا

🖊 **طبق در طبق سے ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ایک حدیث ہے کہ جو کچھ پچھلی امتوں نے کیا وہ سب مرحلہ وار تم بھی کرو گے۔ یہ روایت بخاری (7320) میں درج ہے، اور اس مقام پر شیعہ**

تفاسیر، نورالثقلین ج9، ص 223، تفسیر الکوثر، تفسیر فیضان الرحمٰن...اور تفسیر نور نے بھی نقل کیا۔

📖 ممکن ہے **لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ** سے مراد یہ ہو آپ کی سرنوشت بھی گذشتہ اقوام کی طرح ہے اگر مثلا ان کی طرح انکار کروگے تو ہلاک ہوجاؤگے اور اگر ان کی طرح ایمان لاؤ گے تو نجات پاؤگے۔ حدیث بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے۔ **(تفسیر نور، ج 10، ص 434، اردو ترجمہ)**

20۔ فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُونَ ﴿٢٠﴾

پھر ان کو کیا ہوگیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے؟

(اظھر)

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤۡمِنُوٓاْ إِذۡ جَآءَهُمُ ٱلۡهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓاْ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرٗا رَّسُولٗا ←

"اور لوگوں کو ایمان لانے سے جب ہدایت ان کے پاس آگئی، اس کے سوا کسی چیز نے نہ روکا کہ وہ کہنے لگے: کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا دیا ہے؟"

(الأنبياء، 21:3)

🔡 **"فما لهم"** میں rhetorical question ہے ← ملامت اور جھنجھوڑنے کے لئے۔

"لا يؤمنون" ← تاکید اس بات پر کہ نشانیوں اور دلائل کے باوجود انکار کرتے ہیں۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ ایمان نہ لانا **علمی مسئلہ** نہیں بلکہ **اخلاقی مسئلہ** ہے۔ دلیل موجود ہے، لیکن دل کا عناد اور نفس کا تکبر انہیں روک دیتا ہے۔

❓ اگر ایمان نہ لانا ان کے بس میں نہ تھا تو اللہ کیوں ملامت کرتا ہے؟

✅ **جواب :** قرآن بار بار کہتا ہے کہ **انسان کے پاس عقل اور ارادہ ہے۔** اللہ نے راستہ واضح کر دیا، اب ضد اور تکبر انسان کے اپنے انتخاب ہیں۔

یاد رہے، اس اعتراض کا ایک مختصر جواب ہم سورہ تکویر کی آخری آیت 29 کے ضمن میں دے آئے، کہ "اللہ کی چاہ" کیا ہوتی ہے، اور "بندے کی چاہ" کیا ہوتی ہے۔

Modern psychology کہتی ہے کہ انسان اکثر **truth کو ignore** کرتا ہے جب وہ اس کے **ego یا comfort zone** کے خلاف ہو۔

- قرآن اسی human psychology کو "لا یؤمنون" کے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

21۔ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَیۡہِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا یَسۡجُدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔

(اظهر)

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ←
"ہماری آیات پر تو وہی ایمان لاتے ہیں، جن پر جب تلاوت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے"
(السجدة، 32:15)

سورة مريم
إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ←
"جب ان پر رحمن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدے اور روتے ہوئے گر پڑتے ہیں"
(مريم، 19:58)

سورة الانفال
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ←
"ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب ان پر اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے"
(الأنفال، 8:2)

قرآن کے سامنے دو ہی رویے ہوتے ہیں:

1. **عاجزی** ← مومن کی نشانی۔
2. **تکبر** ← کافر کی علامت۔

یہ آیت انسان کے باطن کو بے نقاب کرتی ہے کہ وہ قرآن کے سامنے جھکتا ہے یا اکڑتا ہے۔

یہ آیت ہمیں جھنجھوڑتی ہے کہ آج بھی بہت لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر **عملاً اس کے سامنے جھکتے نہیں**۔ اصل مقصد صرف تلاوت نہیں بلکہ دل اور عمل کا سجدہ ہے۔

سائنسی پہلو

Neuroscience کے مطابق "prostration" (سجدہ) انسان کے دماغ کو سب سے زیادہ سکون دینے والی posture ہے۔ قرآن کا حکم دل و جسم دونوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

22۔ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾

-

(اسرار احمد)

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ
"ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے"
(المطففین، 83:10)

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ
"ہم جانتے ہیں کہ یہ بات تمہیں رنج دیتی ہے جو وہ کہتے ہیں، وہ دراصل تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہیں"
(الانعام، 6:33)

فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ
"پس مجھے اور اس کو چھوڑ دو جو اس کلام کو جھٹلاتا ہے"
(القلم، 68:44)

آیت کا لفظی ترجمہ

- بَلْ ← بلکہ / حقیقت یہ ہے
- الَّذِينَ ← وہ لوگ جو
- كَفَرُوا ← کافر ہوئے / انکار کیا
- يُكَذِّبُونَ ← وہ جھٹلاتے ہیں / مسلسل جھٹلاتے رہتے ہیں

لغوی و صرفی تحقیق

- **يُكَذِّبُونَ** ←باب تفعیل (مضارع)، معنی: بار بار جھٹلانا، ضد کے ساتھ انکار کرنا۔
- کفر اور تکذیب ساتھ آئے ہیں ← کفر دل کا انکار، تکذیب زبان اور عمل کا انکار۔
-

یہ آیت بتاتی ہے کہ ایمان نہ لانے کی اصل وجہ علمی کمی نہیں بلکہ **دل کی ضد** ہے۔
وہ دل سے جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے مگر زبان سے جھٹلاتے ہیں۔

اعتراض: کیا کفار واقعی جانتے تھے کہ قرآن حق ہے؟

جواب: جی ہاں، قرآن میں آیا ہے کہ وہ دل میں مانتے تھے (النمل، 27:14)
لیکن ضد اور تکبر سے جھٹلاتے تھے۔

"انہوں نے انکار کردیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر۔۔" (نمل، 27:14)

Psychology کہتی ہے کہ **cognitive dissonance** میں انسان سچ جانتے ہوئے بھی اپنی ضد پر قائم رہتا ہے۔ قرآن اسی کیفیت کو "يُكَذِّبُونَ" سے بیان کرتا ہے۔

23۔ وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُوۡعُوۡنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں بھرتے ہیں۔

(اظہر)

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
"اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کو"
(آل عمران، 3:154)

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ
"اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو"

(یونس، 10:29)

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا فِي الْقُلُوبِ
"اور اللہ جاننے والا ہے جو کچھ دلوں میں ہے"
(الحجرات، 49:18)

آیت کا لفظی ترجمہ

- وَاللَّهُ ← اور اللہ
- أَعْلَمُ ← سب سے زیادہ جاننے والا ہے
- بِمَا ← اس چیز سے جو
- يُوعُونَ ← وہ جمع کرتے ہیں / اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں

يُوعُونَ ← مادہ "و ع ي" ← محفوظ کرنا، جمع کرنا، اندر بٹھانا۔
"وعاء" ← برتن؛ "ایعاء" ← کسی چیز کو اندر بھرنا۔
بلاغت: **"يُوعون"** کا انتخاب ← **جیسے دل ایک برتن ہے اور وہ کفر و عناد سے بھرا ہوا ہے۔**

یہ آیت مومن کے دل کو نرم کرتی ہے: دل کو پاک رکھنا، کینہ اور ریا سے بچنا بھی عبادت ہے، کیونکہ اللہ دل کے بھید جانتا ہے۔

سائنسی پہلو

- Modern psychology بھی کہتی ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں "hidden motives"ہوتے ہیں۔
- قرآن کہتا ہے کہ یہ سب اللہ کے علم میں ہیں، چاہے انسان خود بھی ان کو ignoreکرے۔

اللہ سب جانتا ہے تو امتحان کیوں؟

اعتراض :اگر اللہ پہلے ہی سب جانتا ہے تو پھر امتحان کیوں؟

جواب :امتحان انسان کے سامنے اس کے اعمال اور نیتوں کو ظاہر کرنے کے لئے ہے، تاکہ وہ خود دیکھے اور کوئی حجت باقی نہ رہے۔

کہہ سکتے: دنیا میں "نصیحت قبول" کرنے کے حوالے سے تین قسم کے انسان پائے جاتے:

1. ایک وہ جن کو نصیحت نہ بھی کی جائے تب بھی وہ خود نصیحت پالیتے۔ (جیسے انبیاء اولیاء)

2. ایک ان کے بالکل مخالف جن کو چاہے آسمان کے پردہ ہٹا کر بھی دکھایا جائے تب بھی کہیں گے، ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔

﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ • لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ﴾

"اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور وہ اس میں چڑھتے رہتے، تب بھی وہ کہتے: ہماری آنکھیں تو بند کر دی گئی ہیں، بلکہ ہم پر تو جادو کر دیا گیا ہے" (الحجر، 15:14-15)

3. درمیان میں وہ عام انسان ہیں، جن کو جب نصیحت کی جاتی، تو وہ کچھ سوچتے، سمجھتے، غور کرتے، اور پھر قبول کر لیتے۔ جن کے بارے میں قرآن میں آیا ہے۔

﴿وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (ذاریات، 51:55)

"اور نصیحت کرتے رہو، بے شک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے"

(اور اس میں بھی 1 سے 100 تک ہر قسم کے لوگ پائے جاسکتے، اول درجہ والے پہلی کیٹیگری کی طرف زیادہ رغبت رکھتے، اور آخر درجہ والے دوسری کیٹیگری کی طرف)

✎ اصل میں "جبر کی تھیوری" کی وکالت کرنے والے، اپنے ایمان و اعمال سے بھاگنا چاہتے، وہ نہیں چاہتےکہ ہمیں ہمارے افعال میں قید کیا جائے۔ یعنی وہی منطق جو یہ سورۃ مشرک/کفار مکہ کے ڈھیٹ لوگوں کے لیے پیش کرتی ہے۔

ورنہ "جبر کی تھیوری" عقلی طور پر ممکن ہی نہیں۔ اس تھیوری سے خود خالق کی خلقت پر انگلی اٹھتی، اور قرآن و انبیاء کا مقصد ہی بے مقصد بنا دیتی۔ یعنی انبیاء مبعوث ہوئے لوگوں کو خوفِ خدا یاد دلانے، اور قرآن کہتا ہے، قیامت ہوگی، بڑا سخت دن ہوگا، ہوش کے ناخن لو اور پہلے سے تیاری کرلو۔

اور بندہ کہتا ہے کیا فائدہ، تقدیر میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے، میں چاہے کچھ کروں یا میں چاہے کچھ نہ کروں، کچھ نہیں بدلنے والا؟؟ یعنی دونوں عملی طور پر متضاد باتیں ہیں، جس میں سے ایک کا غلط ہونا لازمی ہے۔

ایسے لوگ، یہ خیال/تھیوری ان آیات سے لاتے، جو آیات کیٹیگری 1 اور کیٹیگری 2 کے لوگوں کے بارے میں حتمی بات بیان کرتی۔ پھر وہ یہ خیال سب لوگوں پر چسپاں کرتے، حالانکہ یہ دونوں extremes چھوٹا طبقہ ہے، زیادہ بڑا طبقہ ان عام لوگوں کا ہے جن کو اگر صحیح سے نصیحت کی جائے، اور وہ اس پر روشن خیالی سے غور و فکر کریں، تو اپنے ارادہ و اختیار سے اپنی راہ کو خود متعین کر سکتے۔ (اور یہ تعین ان 2 راہوں میں سے ایک راہ کا انتخاب اس "چاہ" کے مطابق ہے جو سورہ تکویر کی آیت 29 میں ڈسکس کر آئے)

24۔ فَبَشِّرۡہُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۴﴾

-

(بلاغ القرآن)

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
"تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو"
(آل عمران، 3:21)

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
"تو انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو"
(التوبة، 9:34)

آیت کا لفظی ترجمہ

- فَ ← تو
- بَشِّرْهُم ← خوشخبری سنا دو انہیں
- بِعَذَابٍ ← عذاب کی
- أَلِيمٍ ← دردناک

ساختی و بلاغتی پہلو

- "فبشرھم" میں طنزیہ بلاغت ہے ← جو لفظ خوشی کے لئے ہوتا ہے، اسے دردناک عذاب کے ساتھ جوڑا گیا۔
- یہ اسلوب کفار کے لئے نفسیاتی جھٹکا ہے۔

سائنسی پہلو

- "عذاب أليم" کو physiological pain کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے ← انسان کے nervous system میں extreme pain receptors (nociceptors)ہوتے ہیں۔
- قرآن بتاتا ہے کہ جہنم میں یہ receptors دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تاکہ عذاب کا احساس قائم رہے (النساء، 4:56)۔

25۔ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۲۵﴾

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عملِ صالح انجام دیا، ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔
(اظہر)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا
"یقیناً جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ہم اچھا عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے"
(الکهف، 18:30)

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ • أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا
"یقیناً جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ ثابت قدم رہے، ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہی جنت والے ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے"
(فصلت، 41:30-31)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ ٱلْبَرِيَّةِ • جَزَآؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ
"بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہی بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہمیشہ کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"
(البینة، 98:7-8)

🔡 **"إلا"** کے ذریعے ← contrast کفار کے لئے عذاب، مگر اہل ایمان کے لئے دائمی اجر۔
"غیر ممنون" ← اجر کی ابدیت اور پاکیزگی پر زور۔
آیت کا اختتام رحمت پر ← سورۃ کا بیانیہ balance ہو جاتا۔

❓ کیا صرف ایمان کافی نہیں؟
✅ **جواب:** قرآن بار بار ایمان کے ساتھ عمل صالح کو جوڑتا ہے۔ ایمان کے بغیر عمل بے فائدہ اور عمل کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

⚛️ دنیا کی ہر چیز finite ہے aging ← ، decay، entropy۔
قرآن آخرت کے اجر کو "غیر ممنون" یعنی **entropy سے ماورا** قرار دیتا ہے ← دائمی اور ابدی۔

درس سورة

✎ اس کا بنیادی درس، میرے نزدیک "Life After Death" ہے، یعنی مر کر دوبارہ جی اٹھنا ہے۔ یعنی Resurrection یعنی ایک دن ہوگا، بڑا سخت دن ہوگا، اور سب کے اعمال کا حساب ہوگا۔ کچھ نیک قرار پائیں گے، اور انہیں نامہ اعلام دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کچھ بُرے بدبخت قرار پائیں گے، اور انھیں اپنا رزلٹ پشت سے ملے گا یعنی توہین آمیز سے انہیں مار مار کر۔ بہرحال نتیجہ کے حساب سے ہر کوئی اپنی دائمی زندگی جنت و جہنم میں پھر گزارے گا۔

اور اللہ تعالٰی بتا رہے، یہ مر کر جی اٹھنے والی بات اتنی بھی عجیب نہیں کہ تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔ تم پہلے بھی تو کچھ نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں زندگی دی۔

اور یہ شفق کی سرخی تمہیں بتاتی ہے کہ ہر روز ایک دن کا خاتمہ ہوتا، رات ہوجاتی،اور تم جب سو جاتے، تو لٹرلی تمہیں موت آچکی ہوتی، اور صبح دن دوبارہ زندہ ہوجاتا۔ (جب صبح سانس لیتے " والصبح اذا تنفس")، اور تم اٹھتے جیسے موت سے نئیں زندگی پائیں... چاند کو ہی دیکھ لو کہ آہستہ آہستہ بڑھتا، مکمل ہوجاتا اور پھر آہستہ آہستہ گھٹ کر غائب ہوجاتا، جیسے اُسے موت آگئی ہو، پھر نئیں سرے سے ظاہر ہوتا... کیا یہ سب تمہیں اس بات کا درس نہیں دیتی کہ زندگی – موت – اور پھر زندگی۔ (یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے، پر تمہیں اپنی زندگی کے دوبارہ جی اٹھنے میں شک میں پڑے ہو...)

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اظهر حسین ابڑو (اللهم اغفر له وارحمه)
08-سیپٹبر، 2025